صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

اکتوبر ۱۹۹۳ء

ماہنامہ ربوہ

خالد

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہ اکتوبر 1993ء

اخاء 1372 ہش

جلد 40 شمارہ 12 قیمت 4 روپے

*

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد

دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

تبرکات۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ....

تاریخی جلسہ سالانہ برطانیہ 93ء کی رپورٹ

مرتبہ نصیر احمد انجم صاحب

جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام

مکرم میاں عبدالمجید صاحب

دنیا کی چند مشہور شخصیات

مکرم نصراللہ خان صاحب ملہی

اخبارِ مجالس

اشاریہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کی ایک دلیل

چاند اور سورج کا رمضان کے مہینہ میں گرہن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ.

(دار قطنی) (باب صفۃ صلوٰۃ الکسوف والخسوف وھیئتھما)

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کی ذات میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی پہلی رات میں ہوگا (یعنی تیرھویں) اور سورج گرہن اس کے دنوں میں سے درمیان کے دن میں ہوگا۔

تبرکات

میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کی تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور وبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر ایک وہ شخص جس پر توبہ کا درواز بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بند ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟"۔

(ازالہ اوہام صفحہ 303)

دعوت الی اللہ

ہمارا فرض ۔ ہمارا کام ۔ ہمارا مقصد

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم لوگوں کو منوا دیں البتہ یہ کام ہمارا ہے اور ہونا چاہیئے کہ ہم انہیں حق پہنچا دیں۔ وہ مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام ہے۔ وہ اگر اپنا فرض پورا نہیں کرتے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم بھی اپنا فرض پورا نہ کریں۔

اس موقعہ پر مجھے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ بیس برس سے دعا کر رہے تھے۔ وہ ہر روز دعا کرتے اور صبح کے قریب ان کو جواب ملتا بھونکتے رہو میں تو کبھی بھی تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ بیس برس گزرنے پر ایک دن ان کا کوئی مرید بھی ان کے ہاں مہمان آیا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پیر صاحب رات بھر دعا کرتے ہیں اور صبح کے قریب ان کو یہ آواز آتی ہے۔ یہ آواز اس مرید نے بھی سنی۔ تیسرے دن اس نے عرض کیا کہ جب اس قسم کا سخت جواب آپ کو ملتا ہے تو پھر آپ کیوں دعا کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو بہت بے استقلال معلوم ہوتا ہے۔ بندے کا کام ہے دعا کرنا۔ خدا تعالیٰ کا کام ہے قبول کرنا۔ مجھے اس سے کیا غرض کہ وہ قبول کرتا ہے یا نہیں میرا کام تو دعا کرنا ہے سو میں کرتا رہتا ہوں۔ میں تو بیس سال سے ایسی آوازیں سن رہا ہوں۔ میں تو کبھی نہیں گھبرایا تو تین دن میں گھبرا گیا۔ دوسرے دن خدا تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ میں نے تیری وہ ساری دعائیں قبول کر لیں جو تو نے بیس سال کے اندر کی ہیں۔

غرض ہمارا کام پہنچا دینا ہے اور محض اس وجہ سے کہ کوئی قبول نہیں کرتا ہمیں تھکنا اور رکنا نہیں چاہیئے کیونکہ ہمارا کام منوانا نہیں۔ ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم کہہ سکیں کہ ہم نے پہنچا دیا"۔ ("منصب ...." صفحہ 38۔39)

تاریخ ساز جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۳ء کی رپورٹ

مرتبہ:۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم

- خدا کی حمد کے ترانے گانے کا دن۔
- ایک احمدی خاتون کا مبارک خواب ——— "مرزا طاہر احمد"
- ڈش انٹینا کے ضمن میں ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔
- ۵ نئے ممالک سمیت کل ۱۳۵ ممالک میں احمدیت کا قیام۔
- ۵۲۷ نئی جماعتیں اور ۳۱۸ "بیوت الذکر" کا اضافہ۔
- ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کا اجراء۔
- ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار کرنے کی خصوصی تحریک۔
- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسلام کی عالمگیر تعلیم کے دلنشیں تذکرے۔
- اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں اور سب دنیا کی دکھی انسانیت کی بہبود کی خاطر اپنی تمام صلاحیتیں جھونک دیں۔
- دنیا سے نفرتیں دور کرنے کی کوشش کریں۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمی رحمت کا پیغام ہی دنیا کو امن مہیا کر سکتا ہے۔
- کلام الٰہی نے تمام بانیانِ مذاہب کی عزت قائم کی ہے۔
- مذہب آزادیٔ ضمیر کا ضامن ہے۔ اس میں کوئی جبر نہیں۔
- اگر رحمت بننا ہے تو رحمۃ اللعالمین کے اسوہ کو اختیار کرو
- سب سے زیادہ طاقتور ہتھیار جو احمدیوں کو دیا گیا ہے وہ دعاؤں کا ہتھیار ہے۔

امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ 30، 31 جولائی اور یکم اگست 1993ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) لندن میں اپنی سابقہ درخشندہ روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔

قارئین محترم! ہم جماعت احمدیہ کے ایسے خوش قسمت دور سے گزر رہے ہیں جہاں جماعت احمدیہ عالمگیر ہر جہت اور ہر لحاظ سے ترقیات کے سنگ میل عبور کر رہی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہر تقریب تاریخ ساز ہو گئی ہو۔ ہم جلسہ سالانہ یو۔ کے کی حسین یادوں کو محفوظ کرنے کے لئے اور احباب کے ازدیاد ایمان کے لئے یہ رپورٹ شائع کر رہے ہیں جس کا اکثر حصہ روزنامہ "الفضل" سے لیا گیا ہے۔

پہلا دن (افتتاحی خطاب)

جلسہ ہذا کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تلاوت و نظم کے بعد اپنے خطاب سے فرمایا اور یہ خطاب دنیا کی آٹھ مختلف زبانوں میں تین مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ اور براڈ کاسٹ کیا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطاب کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا اور فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ کی حمد کا مضمون ایسا ہے کہ حمد کے جتنے بھی ترانے گاؤ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نزول کے مقابل پر انسان کی قوت بیان عاجز آجاتی ہے۔ آج کا جلسہ بھی خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے کا دن ہے"۔

آپ نے جلسہ کی تعداد کے بارے میں فرمایا کہ باوجودیکہ پاکستان سے کم لوگ شامل ہوئے ہیں اس جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی حاضری اتنی ہے جتنی گزشتہ برس اختتامی اجلاس کی تھی۔ ڈش انٹینا کی افادیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے چند ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی خاتون کا 1970ء کا ایک خواب بیان کیا جنہوں نے بتایا کہ انہوں نے دیکھا کہ زمین سمٹ کر چھوٹی ہو کر میرے سامنے آگئی اور گول دائرے کی شکل میں رنگ برنگی اور سفید تیز روشنیاں اس میں سے نکل رہی ہیں جو بے حد خوبصورت لگ رہی ہیں۔ اس زمین کے اندر سے ایک نام ابھر رہا تھا:-

"مرزا طاہر احمد"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 1970ء کا سال وہ ہے جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کو امامت پر فائز ہوئے چار پانچ برس گزرے تھے اور کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ میرا امامت سے کوئی تعلق ہوگا۔ میں ایک ادنیٰ خادم کی طرح گھر سے دفتر اور دفتر سے گھر سائیکل پر جایا کرتا تھا۔ میرے چھوٹے چھوٹے سفر بھی بڑے لمبے لمبے سفر ہو جایا کرتے تھے لیکن اس ڈش انٹینا کے ذریعے دنیا سمٹ کر میرے سامنے آگئی ہے اور آج میں تمام دنیا کو ایک ہی وقت میں مخاطب ہوں اور آپ کی بھی اور میری آواز کو بھی رنگوں میں اس طرح پھیلا رہی ہے کہ دنیا سمٹ کر ایک چھوٹے سے گولے کی شکل اختیار کر گئی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ اس نظام کے ذریعے دنیا بھر میں احمدیت کے تیزی سے پھیلنے کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ خدا مجھے بھی اور آپ کو بھی زندہ رکھے کہ ہم اس عالمی نظام کے پھل کھانے کی توفیق پا سکیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ڈش انٹینا کے ذریعے تربیت کے اعلیٰ مقاصد حاصل ہونے اور ڈش کے ذریعے حاصل

ہونے والے الٰہی فضلوں کے بے حد ایمان افروز واقعات کا ذکر نہایت دلنشیں انداز میں فرمایا۔ حاضرین جلسہ بار بار نعرے لگا کر اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔

ایک عورت کے خط کا حضور نے ذکر فرمایا جنہوں نے لکھا کہ ڈش انٹینا کے بعد اب بیوت الذکر جاگ اٹھی ہیں۔ چہروں پر شادمانی آگئی ہے۔ دلی غم کی ایک مستقل جھلک کسی حد تک بلکہ کافی حد تک خوشی میں بدل گئی ہے۔ ربوہ کی گلیاں آپ کی آوازوں سے گونج رہی ہیں۔

امریکہ کے ایک نوجوان کا واقعہ حضور نے بیان فرمایا۔ اس کے پاس مہینے بھر کے خرچ کے لئے 40 ڈالر باقی بچے تھے اور ڈش کے مقام تک جانے کا کرایہ 38 ڈالر بنتا تھا۔ وہ نوجوان ساری رات سوچتا رہا کہ کیا کروں آخر اللہ پر توکل کر کے ڈش کے ذریعہ خطبہ کے مقام تک جانے کا فیصلہ کر لیا۔ عین آخری وقت اسے ایک شخص مل گیا جو سستے کرائے پر اسے نیویارک لے جانے پر راضی ہو گیا۔ جب اس سے راستے میں بات ہوئی تو وہ یہ ساری داستان سن کر اتنا متاثر ہوا کہ اس نے کوئی پیسہ نہ لیا۔

ایک مربی صاحب نے لکھا کہ وہ لوگ جو بھول کر بھی کبھی جمعہ ادا نہیں کرتے تھے اب بفضلہ تعالیٰ خطبات کے فیض سے عبادات میں شامل ہونے لگے ہیں۔

ڈش میں غیر از جماعت حضرات کی دلچسپی کا حضور نے خصوصی ذکر فرمایا۔ امریکہ سے ایک دوست نے لکھا کہ ایک سکھ فیملی کے افراد حضور کا خطبہ سنتے ہیں اور حضور کی تصویر سکرین پر آتے ہی صوفہ سے اتر کر نیچے قالین پر بیٹھ جاتے ہیں۔

مکرم طاہر عبداللہ باگورا صاحب امریکہ کے خط کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا میں احباب جماعت کو ڈش انٹینا کے بارے میں بتا رہا تھا۔ ایک صاحب ایک طرف بیٹھے تھے۔ ان کو بھی میں بتانے لگا۔ وہ مسکرا مسکرا کر میری باتیں سنتے رہے اور بولے کچھ نہیں۔ ان کے جانے کے بعد کسی نے بتایا کہ یہ صاحب تو غیر از جماعت ہیں۔ قریباً ایک ہفتے کے بعد خبر ملی کہ وہ صاحب اپنی بیگم اور پانچ بچوں سمیت احمدی ہو گئے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ربوہ کے بہت مخلص اور فدائی مکرم بشارت احمد خان صاحب ڈش ماسٹر نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ انہوں نے افریقہ جا کر بہت سستا ڈش انٹینا بنانا سکھایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب پہلے دن غانا میں ڈش انٹینا لگا تو ہزاروں لوگ امڈ آئے۔ سڑکوں پر ٹریفک جام ہو گیا۔ ہر زبان پر یہی تھا کہ یہ جماعت احمدیہ کا ڈش انٹینا ہے۔ اب تک وہ غانا میں دس ڈش انٹینا فٹ کر چکے ہیں۔

بنگلہ دیش میں ڈش انٹینا کے بارے میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ وہاں کے لوگوں نے لکھا ہے جب پہلی بار لوگوں نے ڈش پر حضور کو دیکھا تو بڑا جذباتی منظر تھا۔ لوگ رو رہے تھے، سسکیاں لے رہے تھے۔ روتے جاتے تھے اور نعرے لگاتے جاتے تھے۔ ایک شخص کا واقعہ حضور نے سنایا کہ اس کو لوگوں نے پکڑ لیا کہ احمدی ہونے کے جرم میں

تمہیں جان سے مار دیں گے اور اُسے ایک ہفتہ کی مہلت دی۔ اس نے کہا یہ میرا سر خدا کی راہ میں پیش ہے۔ جب دل چاہے اسے خدا کی راہ میں قربان کر دینا۔ اس مہلت کے دوران اس نے علاقے کے ایک بااثر شخص کو ڈش کے ذریعے صرف ایک خطبہ سننے پر راضی کرلیا۔ خطبہ سنتے ہی اس کی حالت بدل گئی اور اس نے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔

بنگلہ دیش ہی کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ ایک مخالف لیڈر جو احمدیوں کے خلاف جلوس کی قیادت کیا کرتے تھے ان کو ایک خطبہ دیکھنے پر راضی کیا گیا۔ خطبہ سنتے سنتے ان کی حالت غیر ہونے لگی اور وہ بلک بلک کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ ابھی میری بیعت کراؤ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساری دنیا کی طاقتیں ہمیں کہتی ہیں کہ قدم آگے نہ بڑھاؤ لیکن جو فضل آسمان سے برستے ہیں کس کی طاقت ہے کہ ان کو روک سکے۔ کوئی چھتری کوئی شامیانہ ان کی راہ میں روک نہیں بن سکتا۔

آج ساری دنیا کے آسمان سے جماعت احمدیہ پر افضال نازل ہو رہے ہیں۔ (اس موقعہ پر احباب جماعت نے زبردست نعرے لگائے)۔

حضور ایدہ اللہ نے تبشیر کے علاوہ انذار کے بھی بعض واقعات بیان فرمائے۔ ایک جگہ ایک مولوی نے مخالفوں کو جمع کیا کہ ان کے ڈش انٹینا پر حملہ کر کے اسے توڑ پھوڑ دیا جائے۔ جس تاریخ کو اس منصوبہ پر عمل کرنا تھا اس روز اس کے بیٹے کے پیٹ میں شدید درد اٹھا اور وہ اسے لے کر شہر کے ہسپتال میں گیا جہاں چوبیس گھنٹے کے بعد اس کا بیٹا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ اب اس کی اپنی حالت بھی خراب ہے۔ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہے تو کہتا ہے میرا بچہ مجھے بلا رہا ہے۔ علاقے میں اب یہ بات عام ہے کہ اب کوئی اس ڈش انٹینا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

اس کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود..... کے الہام "اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے پیش نظر امسال بنگلہ زبان میں بھی رواں ترجمہ کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے ایمان اور اخلاص کی تعریف فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈش انٹینا کے ذریعے احمدیت کے غیر معمولی پھیلاؤ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ عنقریب فوج در فوج افراد احمدیت کی آغوش میں آئیں گے۔ اس مضمون کا گہرا تعلق بخشش سے ہے۔ کلام الٰہی میں جب ایسی فتوحات کا ذکر کیا گیا ہے تو ساتھ حکم ہے کہ اللہ کی تسبیح کرو اور اللہ سے بخشش مانگو۔ تو جب بھی فتح کا وقت آئے اس بات کو یاد رکھیں۔ دنیا بھر سے فوجیں اپنے تاج و تخت آپ کی گود میں ڈالنے آئیں گی۔ اس موقع پر فتح کے نقارے نہیں بجانے۔ خدا کی حمد کے نعرے لگانے ہیں۔

دوران خطاب بارہا احباب کرام پرجوش نعرہ ہائے تکبیر فضا کے ارتعاش کے ساتھ بلند کرتے رہے۔

آخر میں حضور نے جلسہ پر آنے والوں کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعائیں پڑھ کر سنائیں اور دعا کی کہ اللہ

تعالیٰ آپ سب شامل ہونے والوں کو ان دعاؤں کا حقدار بنائے۔ بعد میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔ حضور کا یہ افتتاحی خطاب قریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔

دوسرا دن۔ (31 جولائی 1993ء) "ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی"

ساری دُنیا کے آسمان سے جماعت احمدیہ پر اللہ کے فضلوں کی بارش کے تذکرے

حضور انور کا یہ خطاب اڑھائی گھنٹہ جاری رہا اور دنیا بھر میں براہ راست نشر بھی ہوا۔ اس خطاب میں سال رواں میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر افضال الٰہی کی صورت میں نازل ہونے والی موسلا دھار بارش کا تذکرہ تھا۔ قارئین خالد کے سامنے صرف اعداد و شمار کی صورت میں اس خطاب کا خلاصہ پیش ہے۔ حضور انور نے بتایا کہ:-

○ جماعت احمدیہ اللہ کے فضل سے 135 ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ اس سال 5 نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگا ہے۔ اور اس طرح ہجرت کے 9 سالوں میں 44 نئے ممالک کا اضافہ ہو چکا ہے۔

○ اس سال دنیا بھر میں 752 نئی جماعتوں کا قیام ہوا ہے اور سب سے زیادہ جماعتیں غانا میں قائم ہوئی ہیں۔

○ امسال 318 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا ہے۔ 112 نئی تعمیر کردہ اور 206 ایسی بیوت ہیں جو اماموں اور نمازیوں سمیت اللہ نے عطا کی ہیں۔

○ امسال 13 ممالک میں 49 نئے مشن قائم ہوئے یوں اب تک 60 ممالک میں 465 مشن قائم ہو چکے ہیں۔

○ اس وقت دنیا بھر کے 56 ممالک میں 286 مرکزی مربیان اور ان کے علاوہ 18 ممالک میں 458 مقامی مربیان خدمت بجا لا رہے ہیں۔ یوں کل مشنری 726 بنتے ہیں اور مقابلتاً عیسائی... 7 لاکھ 26 ہزار کی تعداد میں کام کر رہے ہیں۔

○ پریس اینڈ پبلی کیشنز کے شعبہ کے تحت امسال 3683 خبریں اور مضامین مختلف رسالوں اور اخبارات میں چھپوائے گئے اور 35 ہزار تراشے ریکارڈ کئے گئے اور ہزاروں خطوط پارلیمنٹیرینز، سفیروں اور دانشوروں کو اہل بوسنیا کی حالت زار کے بارے میں لکھے گئے۔

○ لندن سے عربی زبان میں ماہوار رسالہ "التقویٰ" باقاعدگی سے چھپ رہا ہے اور پاکستان میں اخبارات و رسائل اور خصوصاً "الفضل" پر ظالمانہ سختیوں اور پابندیوں کے پیش نظر لندن سے ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" کا اجراء عمل میں آیا ہے۔

○ حضور انور نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت حضرت مسیح موعود ... کی خواہش کے مطابق دس ہزار کرنے کیلئے 40 ہزار پاؤنڈ کی تحریک فرمائی اور اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کیا۔ فرمایا کہ یہ تحریک خصوصاً مغربی ممالک کیلئے ہے۔

○ شعبہ سمعی بصری میں جوال برادران اور دیگر مخلص کارکنان نے اس سال 22450 گھنٹے صرف کئے۔

○ قیدیوں میں رابطے کے ذریعے 425 پھل عطا ہوئے۔

○ وقار عمل کے ذریعے جرمنی میں 3 کروڑ 75 لاکھ روپے کی بچت کی گئی اور کینیڈا میں 6 کروڑ روپے کی بچت ہوئی۔ یہاں 200 خدام نے 30 ہزار گھنٹے کام کیا۔

○ نصرت جہاں اسکیم کے تحت امسال 2 لاکھ 72 ہزار 6 سو مریضوں کا علاج کیا گیا۔

○ وقفِ نو سکیم میں اب تک 11455 بچے وقف ہو چکے ہیں اور ان میں بفضلِ خدا 8051 لڑکے اور 3434 لڑکیاں ہیں۔

○ 1984ء تک صرف 11 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہوئے تھے جب کہ اب یہ تعداد خدا کے فضل و کرم سے 50 ہو گئی ہے۔ مزید 9 تراجم زیر طبع ہیں اور 27 پر کام جاری ہے۔ اسی طرح تفسیر کبیر کی پہلی جلد کا عربی ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔

○ 50 نئے پریس افریقہ میں لگائے گئے ہیں۔

○ مالی قربانی میں جرمنی اول، پاکستان دوئم، امریکہ سوئم رہے ہیں۔

○ عالمی بیعت کے سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ خالصتاً خدا کے فضلوں کے نتیجہ میں ایسا ممکن ہوا ہے۔ (عالمی بیعت کی تفصیل آگے موجود ہے)

پہلی عالمی بیعت

○ یکم اگست ۱۹۹۳ء کا تاریخ ساز اور عہد آفریں دن۔

○ الٰہی نوشتوں کے پورے ہونے کے تاریخی لمحات۔

○ چشمِ فلک کو حیران کر دینے والا نظارہ۔

○ زمین و آسمان نے آج سے پہلے ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا۔

○ ۸۴ ملکوں کی ۱۱۵ قوموں کے دو لاکھ سے زائد افراد کی ڈش انٹینا کے ذریعے مواصلاتی رابطہ پر

یکم اگست 1993ء کو ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا۔ تین مواصلاتی سیاروں کے براہ راست رابطے کے ذریعے 84 ممالک میں 115 اقوام کے 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ افراد حضرت امام ہمام خلیفۃ المسیح الرابع سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ہے اور جب سے سلسلہ نبوت کا آغاز ہوا ہے کبھی کسی آنکھ نے ایسا نظارہ نہ دیکھا تھا۔ ان دو لاکھ افراد کے علاوہ پاکستان اور دیگر ممالک کے لاکھوں احمدی بھی سوا تھے جو تجدید عہد بیعت کر رہے تھے۔ عجیب سماں تھا۔ چشم فلک متحیر تھی اور پر مسرت بھی۔ بار بار جب حضرت مسیح موعود... کی شبیہ مبارک سکرین پر نظر آتی تھی تو دل جھوم جھوم اٹھتا تھا اور بلا تردد یہ گواہی دیتا تھا یقیناً وہ خدا کا بندہ تھا کیونکہ جو بات 100 سال قبل اس نے خدا کی طرف منسوب کی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا وہ آج من و عن پوری ہو رہی ہے۔ دلوں سے حمد رب جلیل کے ترانے بلند ہو رہے تھے اور زبانیں آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہی تھیں۔ یقیناً دنیائے احمدیت کے لئے بالخصوص اور کل عالم کے لئے بالعموم یہ ایک ساعت سعد تھی۔ بیعت سے قبل حضور انور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی کسی آنکھ نے ایسا نظارہ نہیں دیکھا کہ بیک وقت بکثرت ممالک اور قوموں نے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ تاریخ عالم میں یہ پہلا موقع ہے اور اب اللہ نے چاہا تو اس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آئندہ سال کے لئے بیعتوں کا ٹارگٹ موجودہ سال سے دگنا ہوگا اور ہر سال یہ ٹارگٹ دگنا کیا جاتا رہے گا۔

حضور انور نے بتایا کہ خدا نے یہ اسکیم میرے دل میں ڈالی اور جماعتوں کو جو ٹارگٹ دیئے گئے وہ بہت بڑھا کر دیئے گئے اور کئی جگہ پر یہ بظاہر نظر بالکل غیر حقیقی ٹارگٹ تھے مگر خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھائے۔ آپ نے مزید فرمایا اس دوران ایک واقعہ ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک تحریر میرے سامنے آئی جس میں حضور نے لکھا ہے کہ "اب تک اس عاجز کے ہاتھ پر 4 لاکھ نفوس بیعت کر چکے ہیں"۔ ہماری بیعتوں کا ریکارڈ رکھنے والی خاتون نے بتایا کہ جب سے آپ لندن آئے ہیں اب تک میں ڈھائی لاکھ بیعتوں کی تعداد ریکارڈ کر چکی ہوں۔ تب میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر ڈیڑھ لاکھ بیعتیں اور مل جائیں تو یہ تعداد 4 لاکھ ہو جائے گی اور اس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے مشابہت کی سعادت حاصل ہو جائے گی اور میرے چند سالوں کے عرصہ میں یہ تعداد 4 لاکھ ہو جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ سے ڈیڑھ لاکھ مانگا ہے۔ کیوں نہ دو لاکھ ہی مانگ لی جائیں۔ چنانچہ ٹارگٹ ڈیڑھ لاکھ کا دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا دو لاکھ کی شروع کر دی۔ چنانچہ آج ساری دنیا میں اس عاجز کے ہاتھ پر 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ لکھوکھا احمدی بھی بیعت کی تجدید کر رہے ہیں۔

حضور انور نے اس واقعہ کی متعلق بائیبل کی ایک پیشگوئی بھی بیان فرمائی جو "رسولوں کے اعمال" میں درج ہے۔ جہاں ذکر ہے کہ حواریوں پر روح القدس نازل ہوا تو وہ مختلف بولیاں بولنے لگے۔ فرمایا کہ یہ واقعہ پہلے کبھی رونما نہیں ہوا لہٰذا یہ ایک کشفی واقعہ تھا اور اس کا ہونا آئندہ زمانہ کے لئے مقدر تھا جو آج پورا ہو رہا ہے۔ (یہ بیعت مختلف زبانوں میں ہوئی۔ حضور انور اردو الفاظ بولتے تھے اور ہر فقرہ کے بعد توقف فرماتے تو مختلف زبانوں میں ہر فقرے کا ترجمہ کیا جاتا اور اپنی اپنی بولی جاننے والے یہ سن کر دہراتے)۔

حضور نے فرمایا کہ منصوبے کے مطابق آئندہ تین ماہ تربیت پر صرف کئے جائیں جن میں نئے شامل ہونے والوں کی خصوصی تربیت کے پروگرام بنائے جائیں۔ آپ نے فرمایا نئے آنے والوں کی تربیت بہت ضروری ہے۔ تربیت کے بغیر یہ نسل بگڑ بھی سکتی ہے۔ ساری دنیا کے امراء جماعت جن کو آج یہ سعادت حاصل ہوئی ہے وہ فوری طور پر اپنی مجلس عاملہ کی میٹنگ بلائیں۔ صائب الرائے افراد کو بھی شامل کریں اور تربیت کے لئے ٹھوس منصوبہ بنائیں۔ اگر منصوبہ بندی ٹھوس ہو۔ تقویٰ پر مبنی ہو تو تین مہینے ٹھوس تربیت کے کافی ہیں۔ اس لئے ہر علاقے کے لئے مربی تیار کئے جائیں جو مقامی طور پر تربیت حاصل کر چکے ہوں۔ پھر وہ سارا سال تربیت کا کام کریں اور ہر جلسے کے بعد تین ماہ کا عرصہ تربیتی کورسز کے لئے مقرر کیا جائے۔ اس کے بعد اگلے سال کی بیعتوں کے لئے منصوبہ تیار کیا جائے۔ ملکوں کے وہ حصے نگاہ میں رکھیں جہاں احمدیت ابھی تک نہیں پہنچی۔ ان خلاؤں کو بھرنے کے لئے سب سے اہم اور موثر طریق دعا کا ہے۔ انکسار کے ساتھ دعائیں کریں۔ ہماری کوششیں خدا کے فضل کے نتیجے میں ہی بارآور ہوتی ہیں۔

اس مختصر خطاب کے بعد وہ تاریخی لمحہ آن پہنچا۔ حضور سٹیج پر ایک جگہ دری پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ

نے تبرکاً حضرت مسیح موعود... کا سبز رنگ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ پانچ خوش نصیب افراد جو پانچ براعظموں کی نمائندگی کر رہے تھے کے ہاتھوں پر حضور انور نے اپنا دست مبارک رکھا اور پھر دو ترچھی قطاریں اس طرح بنائی گئیں تھیں کہ ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے جائیں۔ یوں تمام احباب جو جلسہ گاہ میں موجود تھے کا حضور انور کے ساتھ جسمانی رابطہ بھی ہوگیا۔ پھر آپ نے بیعت لی۔ یہ بڑے پرسوز لمحات تھے۔ زندگی بخش ساعتیں تھیں۔ سسکیوں اور آہ و بکا میں خدا تعالیٰ کے حضور بخشش کی دعائیں مانگی جارہی تھیں۔

بیعت کے بعد اجتماعی دعا ہوئی جس میں دنیا بھر کے احمدی احباب نے بیک وقت مولا کے حضور ایسی رقت اور خشوع سے عرضِ نیاز کی کہ جس کا بیان الفاظ میں کرنا قلم کے بس کا کام نہیں۔ ایک کہرام بپا تھا اور اس دعا میں پاکستان کے مظلوم احمدیوں کی آہ و زاری بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر سے یقیناً خدائے عرش تک پہنچی ہوگی۔ خدا انہیں بپایہ قبولیت جگہ دے۔ آمین

تیسرا دن۔ اختتامی خطاب۔ (یکم اگست 1993ء)

28 ویں جلسہ سالانہ برطانیہ میں مورخہ یکم اگست 93ء کو حضور پر نور نے اڑھائی گھنٹے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا جو ساری دنیا میں ڈش انٹینا کے ذریعہ دیکھا اور سنا گیا۔ اس پر معارف خطاب جلیل میں حضور نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسلام کی عالمگیر تعلیم جو بلاتمیز مذہب و ملت شرف انسانیت کی محافظ ہے دلنشیں انداز میں بیان فرمائی۔ آپ نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

امسال یکم جنوری (1993ء) کے خطبے میں میں نے جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ تحریک کی تھی اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں اور سب دنیا کی دکھی انسانیت کی بہبود کی خاطر اپنی تمام صلاحیتیں جھونک دیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ دور فتنوں کا دور ہے۔ انسانی قدروں کو جس طرح آج کے دور میں پامال کیا جارہا ہے اور دن بدن جس طرح انسانوں پر ظلم بڑھ رہا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ہم کمزور بے بس اور بے اختیار ہیں۔ ہم تو اپنے اوپر ہونے والے ظلموں کا بھی جواب نہیں دے سکتے لیکن ہمارا دل ایسا بنایا گیا ہے کہ ہم اپنے غم بھلا کر دوسروں کے غم بانٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہم عالم انسانیت کے دکھوں پر پھاہا رکھنے کی کوشش میں انسانیت کا سال منا رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس منصوبے کے تحت میں نے کہا تھا کہ انسانی قدروں کو بحال کرانے کی جدوجہد کریں۔ مذاہب کے نام پر نفرت پھیلانے کی رو کو نہ صرف روکیں بلکہ پلٹ دیں۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا یہ تقاضہ ہے

کہ اس کی طرف سے آنے والا ہر مذہب بھائی چارے کی تعلیم دے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس کے لئے میں نے کہا تھا کہ دنیا بھر کے سربراہان حکومت کو دانشوروں کو صحافیوں کو خطوط لکھیں۔ انسانیت کے موضوع پر جلسے کریں۔ ایسے لوگ جو انسانی وحدت کے موضوع پر نیک تعاون کرنے کو تیار ہوتے ہیں ان کو اپنے جلسوں پر بلائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہمیں عالم انسانیت کی سوچوں کو بدلنا پڑے گا۔ یہ کام ایک دو جلسوں سے نہیں ہوگا۔ یہ ایک منظم اور عالمگیر منصوبے کے تحت ہوگا۔ دنیا سے تاریخی نفرتیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ آج بوسنیا میں مظالم کی انتہا ہو رہی ہے اور کوئی ہاتھ نہیں جو ظالم کا ہاتھ روک سکے۔ ظلم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کوئی باہر کی آنکھ ایسی نہیں جو آنسو بہائے۔ احمدی ان کے لئے دعا کریں۔ خدا تعالیٰ مظلوموں کی تقدیر بدلے۔ اس ظلم کے پیچھے پرانی تاریخ ہے۔ مسلمانوں اور عیسائی حکومتوں دونوں نے اپنے غلبے کے وقت مظالم کئے اور قومیں نسلاً بعد نسلٍ ان حقیقی یا فرضی مظالم کو یاد کر کے ظلم و ستم کے دور جاری رکھتی ہیں۔ اسی طرح یورپ امریکہ افریقہ ایشیا میں تاریخی نفرتیں بظاہر امن کے نیچے دبی پڑی ہیں۔ اس لئے قبل اس کے کہ یہ نفرتیں شعلے بن جائیں ان قوموں کو جھنجھوڑ کر بیدار کریں۔ بیسیوں ایسی آگیں ہیں جو تاریخ کے ابواب میں دفن ہیں لیکن ہیں زندہ۔ ایک ہی پانی ہے جو اس آگ کو ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمی رحمت کا پیغام ہے جو دنیا کو امن مہیا کر سکتا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام الٰہی کے ارشادات کی روشنی میں انسانیت کی بہبود کی خوبصورت تعلیم واضح فرمائی۔

کلام الٰہی کی تعلیم ایک عالمی تعلیم ہے۔ سب سے پہلے کلام الٰہی نے تمام بانیانِ مذاہب کی عزت قائم کی ہے۔ دین حق جن کو جھوٹا قرار دیتا ہے ان کو بھی برا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جھوٹے بتوں کو بھی برا کہنے نہیں دیتا۔ بین الاقوامی اخوت کا ماحول پیدا کرنے کے لئے یہ تعلیم بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تعلیم پر عمل کر کے دکھایا اور اپنا ذاتی نمونہ پیش فرمایا۔ دوسرے مذاہب کے بانیان کا اس قدر احترام فرمایا کہ ایک بار فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ ایک اور موقع پر فرمایا یونس ابن متی پر مجھے فضیلت نہ دو۔ مراد یہ نہیں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء سے افضل نہیں ہیں مراد صرف یہ تھی کہ ایسے رنگ میں بات نہ کیا کرو جس سے دوسروں کی دل شکنی ہوتی ہو۔ یہ دوسروں کی دلداری اور محبت اور اپنی انکساری اور عاجزی کا مضمون ہے۔ یہ آپ کی شرافت تہذیب اور نیکی کی مظہر تعلیم ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دیگر امتوں سے اچھے تعلقات کی تعلیم دی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی خوبصورت واقعات بیان فرمائے۔ فتح مکہ کے بعد طائف سے بنو ثقیف کا وفد آیا۔ اسی طائف کا وفد جس کے لوگوں نے آپ کو اسلام کا پیغام پہنچانے پر پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ جب یہ وفد آیا تو آپؐ نے ان کے اعزاز کے لئے مسجد نبوی میں خیمے نصب کرائے تو کسی صحابی نے عرض کی یا

رسول اللہؐ قرآن میں آیا ہے کہ مشرک نجس سے بھرے ہوتے ہیں پھر آپؐ نے ان کو مسجد نبوی میں کیوں ٹھہرادیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد ہے کہ ان کے دل نجس ہیں۔ جہاں خدا کے مقابل پر بت رکھے ہوئے ہیں۔ ورنہ سب انسان پاک ہیں۔ انسانی رشتوں اور مختلف اقوام کے احترام میں ... قرآن مجید کی تعلیم آپ نے سورۃ حجرات سے پیش کی اور اس ضمن میں حضرت نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخی خطبہ حجۃ الوداع پیش کیا۔ جس میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے واقعات پیش کئے کہ آنحضورؐ نے غلام کو اپنا بیٹا بنانے کا اعلان کیا۔ حبشی غلام بلالؓ کے جھنڈے تلے سرداروں کو جمع کردیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے کئی صحابہ کو ایک غلام زادے اسامہؓ کی ماتحتی میں دے کر لشکر روانہ کرنے کا حکم دیا۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے دوران بائیبل سے بھی انسانی حقوق کے بارے میں تعلیم بیان فرمائی اور یہ وضاحت فرمائی کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں یہ تعلیمات اور ان کے انبیاء کے اسوے محفوظ نہیں ہیں اور ان کی کتب میں ان کا تذکرہ شاذ کے طور پر ملتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں میثاق مدینہ کی نہایت عمدہ رنگ میں وضاحت فرمائی۔ یہ معاہدہ مسلمانوں، مہاجروں، انصار، عیسائیوں، یہودیوں اور مشرکوں کے درمیان باہمی طور پر زندہ رہنے اور حسنِ سلوک کی ایک ایسی دستاویز تھی جس کی آج بھی دنیا کو ضرورت ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قائد اعظم کو جنت نصیب کرے انہوں نے پاکستان کے قیام میں بھی میثاق مدینہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک میں سے غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بہترین سلوک کی مثالیں بیان فرمائیں۔ کوہ سینا کے راہبوں کے ساتھ حضرت رسول اکرمؐ کا جو معاہدہ ہوا اس کے اہم نکات بیان کرتے ہوئے حضرت امام جماعت نے فرمایا میں نے ہمیشہ احمدیوں کو کہا ہے کہ اگر کوئی گرجے کو گرانے کے لئے آئے تو اس کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے جانے والے احمدی کو شہادت کا بلند مرتبہ حاصل ہوگا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر مذاہب بلکہ مشرکین مکہ سے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ مکہ میں قحط پڑا تو وہ لوگ دعا کرانے کے لئے آپؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے اپنے ان جانی دشمنوں کے لئے دعا کی اور حضورؐ کی دعا کے نتیجہ میں ان کی قحط کی صورت حال تبدیل ہوئی۔ اسی طرح ایک بار اہل مکہ نے ایک مسلمان ہو جانے والے سردار کو مارا تو اس نے واپس جا کر اپنے قبیلے سے بھجوایا جانے والا غلہ مکہ بھجوانا بند کروادیا اور مکہ میں قحط پڑ گیا۔ پھر مکہ والے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ سے درخواستیں کر کے غلہ کی ترسیل بحال کروائی۔

آزادئ ضمیر و مذہب کے بارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ بنیادی تعلیم ہی یہ ہے کہ مذہب

کے بارے میں کسی بھی پہلو سے کوئی جبر نہیں۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ہمیشہ جماعت احمدیہ کو یہی تلقین کرتا ہوں کہ سیرۃ نبوی کی پیروی میں خود کو ڈھال لو تو تمام آسمان سے آپ پر رحمتیں نازل ہوں گی۔ تمام کامیابیوں کا یہی نسخہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو زور دے کر فرمایا کہ یہ صرف نعرے لگانے کی بات نہیں۔ اگر آپ نے اپنے اعمال میں پاک تبدیلی پیدا نہیں کی تو یہ نعرے قیامت کے دن آپ کے خلاف گواہ ہوں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے احمدی معاشرہ کو ان چھوٹی چھوٹی غفلتوں اور برائیوں سے پاک کرنے کی توجہ دلائی جس سے ساس بہو وغیرہ کے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور روزمرہ کی عائلی زندگی میں رقابتیں پیدا ہوتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اگر رحمت بننا ہے تو رحمۃ اللعالمین کے اسوہ کو اختیار کرو۔ یہ دنیا میں سب سے طاقتور جذبہ ہے۔ سائنسدان بلیک ہول کی طاقت کو سب سے زیادہ قرار دیتے ہیں لیکن میں بتاتا ہوں کہ سب سے زیادہ طاقت سے دوسروں کو اپنی طرف جذب کرنے والا اسوہ محمدیؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس سے بڑی اور کوئی طاقت نہیں۔ دنیا کو ہلاکتوں اور تباہیوں سے بچانے کے لئے یہ بے حد ضروری ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آخر میں فرمایا سب سے زیادہ طاقتور ہتھیار جو احمدیوں کو دیا گیا ہے وہ دعاؤں کا ہتھیار ہے۔ اگر آپ نے اس ہتھیار کو تخفیف کی نظر سے دیکھا تو آپ کی ساری کوششیں رائیگاں چلی جائیں گی۔ دعا کے بغیر سارے عمل بے برکت ہوں گے۔ کسی کوشش کو کوئی پھل نہیں لگے گا۔ مجھ سے اگر کبھی کوئی غفلت ہوتی ہے اور کام نہیں ہو پاتا تو مجھے فوراً دعا میں کمی کا خیال آتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا انجمن اور تحریک جدید والے مل کر سارے سال کے کام جلسہ کے موقع پر اکٹھے کر کے مجھے بھجوا دیتے ہیں۔ اس سے مجھ پر بہت سخت بوجھ پڑ جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا میری میز پر اتنے ڈھیر لگ گئے کہ میں سخت پریشان ہو گیا کہ میری طاقت ہی نہیں ہے کہ یہ سارے کام کر سکوں۔ میں یہ کیسے کر سکوں گا۔ تب میں دعا کی طرف متوجہ ہوا اور دعا کے بعد کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی مدد کی کہ کام جیسے خود بخود سمٹتا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں سارا کام نمٹ گیا اور مجھ پر کوئی بوجھ بھی نہ پڑا۔

خطاب کے اختتام پر حضور نے اسیران راہِ مولا، شہداء احمدیت کے اہل خانہ، داعیان الی اللہ، واقفین زندگی، اہل بوسنیا، کشمیر، فلسطین، قحط زدہ علاقوں صومالیہ، سوڈان، بنگلہ دیش، بھارت کے پنجاب اور قادیان کے سیلاب زدگان کے لئے دعاؤں کی تحریک کی۔ پھر فرمایا اہل افریقہ کے لئے دعائیں کریں۔ افریقہ میری جان ہے۔ اس براعظم نے سب دنیا سے

بڑھ کر احمدیت کو قبول کیا۔ ان کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ تمام بنی نوع انسان کی مشکلات دور ہونے کے لئے دعا کریں۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور ڈش انٹینا کے واسطے سے دنیا بھر کے احمدیوں نے اپنے اپنے ملکوں، شہروں میں بیٹھے اس عالمی دعا میں شمولیت کی۔

دعا کے بعد حضور نے جلسہ سے واپس جانے والوں کو بخیریت واپسی کی دعا دی اور فرمایا میری خوشیاں آپ کی خوشیاں ہیں۔ خدا کرے آپ میری خوشی اور طاقت بنیں۔ خدا کرے یہ محبتیں ہمیشہ بڑھتی رہیں۔ ظاہری فاصلے بھی مٹ جائیں اور ہمارا حال وہ ہو جائے کہ:-

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس کے بعد سلام کہہ کر حضور ایدہ اللہ واپس تشریف لے گئے۔

جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا قیام

برکات اور اہمیّت

مکرم میاں عبد المجید صاحب۔ ربوہ

جب بھی کوئی عظیم روحانی شخصیت اس عالمِ فانی سے رخصت ہوتی ہے تو اس وقت اس کے متبعین میں فوری طور پر دو قسم کے ردِ عمل پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا ردِ عمل اس شخص کی جدائی کے غم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس شخصیت سے اس کے متبعین کی اتنی زیادہ قلبی وابستگی ہوتی ہے کہ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ دوسرا ردِ عمل ان مقاصد کی تکمیل کے متعلق ان کی فکرمندی کے احساس کا ہوتا ہے جن مقاصد کو ان کے متبوع نے ان کے سامنے پیش کیا ہو۔ انسان تو فانی ہے اور ہر انسان نے ایک نہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہی ہے لیکن نیک مقاصد کا جاری رہنا تو ایک مستقل اور مسلسل جدوجہد کا تقاضہ کرتا ہے جسے جب تک یہ دنیا قائم ہے جاری وساری رہنا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی ایسی عظیم شخصیت کی وفات کے بعد ان مقاصد عالیہ کی تکمیل کے لئے کون سا طریق اور لائحہ عمل مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اس سوال پر دینی تعلیم کے علاوہ اگر محض عقلی طور پر غور کیا جائے تو اس مقصد کے حصول کا سب سے بہترین طریق یہی نظر آتا ہے کہ جماعت کی مرکزیت کو قائم رکھا جائے کیونکہ انفرادی کوششیں کبھی بھی اتنی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتیں جتنی کہ اجتماعی کوششیں۔ دنیا میں مرکزیت کی بدولت استحکام کے نمونے ہم قدم قدم پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک بوڑھے شخص کا واقعہ جو اپنے بچوں کو لکڑیوں کے گٹھے کو کاٹنے کا حکم دے کر ان کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ اگر تم لکڑیوں کے گٹھے کی طرح باہم اکٹھے رہوگے تو مضبوط رہوگے ورنہ اکیلے اکیلے رہنے کی صورت میں تمہاری طاقت منتشر ہو جائے گی۔ کسے معلوم نہیں بڑے بڑے دریاؤں کے آگے جب مٹی کے ذرات سے بنے ہوئے بند باندھے جاتے ہیں تو کس طرح وہ پانی کی تلاطم خیز لہروں کو شکست دے دیتے ہیں۔ غرضیکہ کسی جماعت کی جدوجہد کو مسلسل قائم رکھنے کے لئے اس جماعت میں مرکزیت پیدا کرنے میں کسی صاحب عقل کو اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں اور مرکزیت کا مطلب ہے کہ اس جماعت کا ایک واجب الاطاعت امام ہو جس کے اشارے پر تمام افراد بیٹھ جائیں اور ایک اشارے پر کھڑے ہو جائیں۔

جہاں تک "دینی" تعلیم کا تعلق ہے قرآن کریم میں

صاحبِ ایمان لوگوں سے جو اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو ایک خوشخبری کے رنگ میں ہے کہ وہ انہیں زمین میں جانشین بنائے گا۔ ان کے ذریعے دین کو تمکنت نصیب ہوگی اور وہ جانشین اللہ کی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ ہر اعلیٰ چیز کے حصول کے لئے ایک قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرکزیت بھی ہم سے ایک قربانی کا تقاضہ کرتی ہے اور وہ ہے اپنی انفرادیت کی قربانی۔ جب تمام افرادِ جماعت اپنی خواہشات، اپنی انفرادی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو اپنے امام کے حضور پیش کر دیتے ہیں تو امام موقعہ اور محل کی مناسبت سے ان کی صلاحیتوں سے کام لیتا ہے اور یہ بات افرادِ جماعت کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے اور بحیثیت مجموعی جماعت کے لئے بھی۔

ایک ایسی عہد آفریں، عظیم روحانی شخصیت یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی...... ساری دنیا میں غلبہ حق کے لئے مخلصین اور جاں نثاروں کی ایک جماعت قائم کرنے اور اس عظیم الشان مہم کی تخم ریزی کرنے کے بعد 26 مئی 1908ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت پر کیا گزری اور اس نے اپنے آپ کو اس انتشار سے بچا کر اپنی مرکزیت کو کس طرح قائم رکھا۔

آج جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنے آقا کی وفات سے غمزدہ ہے۔ آج وہ ہستی ان سے جدا ہوگئی ہے جو انہیں اپنے ہر دنیوی رشتہ سے زیادہ محبوب تھی۔ جس کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے سے وہ اپنی ساری کلفتیں اپنے سارے غم بھول جاتے تھے۔ ان کے دل میں اطمینان اور سکون پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ کی موجودگی میں جماعت ہر قسم کے خوف اور فکر سے آزاد تھی۔ آپ کی راہنمائی میں نیک مقاصد کے حصول کے لئے دن رات کوشاں تھی۔ اب کیا ہوگا؟ ابھی تو غلبہ دین حق کی تکمیل تک ایک لمبا سفر طے کرنا ہے۔ کیا یہ جماعت اپنے آقا کی وفات کے بعد منتشر ہو جائے گی اور سارے اعلیٰ مقاصد ادھورے رہ جائیں گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ہمارا آقا تو اپنی وفات سے قبل ہمیں اس صدمے کو برداشت کرنے کی تلقین کر چکا ہے۔ ہماری ڈھارس بندھا چکا ہے اور نظام خلافت کے ذریعے جماعت کے استحکام کی نوید دے چکا ہے۔ یہ باتیں جماعت کے غمزدہ دلوں کے لئے مرہم کا کام دیتی ہیں۔ حضور اپنی تصنیف رسالہ الوصیت صفحہ 5 میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے میری اس بات سے (یعنی اپنی وفات سے۔ ناقل) جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت (خلافت۔ ناقل) کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت

تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے"۔

واضح رہے کہ مندرجہ بالا عبارت میں حضور کی تشریح کے مطابق پہلی قدرت سے مراد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا وجود باجود ہے اور قدرت ثانیہ سے مراد حضور کے وہ جانشین ہیں جو حضور کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے امام ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی منشاء اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی وصیت کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت نظام کا آغاز ہوتا ہے اور 27 مئی 1908ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر رفیق حضرت مولانا نورالدین صاحب (امام جماعت احمدیہ اول) منتخب ہو جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے اعتقاد کے مطابق بظاہر انتخاب تو ایمان داروں کے ذریعے ہوتا ہے لیکن درپردہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ان کے قلوب پر ہوتا ہے اور وہ اسی شخص کو منتخب کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں اس منصب کا اہل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی ہی میں جماعت میں ایک اعلیٰ مقام تھا۔ آپ ایک اعلیٰ پائے کے عالم باعمل اور باخدا بزرگ تھے۔ آپ کی خلافت میں جماعت پھر ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو جاتی ہے اور اپنی منزل پر رواں دواں ہو جاتی ہے۔ غلبہ دین حق کے لئے جماعت آپ کی راہنمائی میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتی ہے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ افراد جماعت کے دلوں میں نظام خلافت کی اہمیت کو راسخ کرنا ہے۔ درحقیقت مستقبل میں احمدیہ جماعت کی ترقی نظام خلافت سے وابستہ ہے۔ اس سے جماعت میں اجتماعیت اور یکرنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ امام جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ گویا کہ (نبوت) کی برکات کے تسلسل ہی کا نام خلافت ہے۔ اور نظام خلافت سے انکار درحقیقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے واضح ارشادات کا انکار ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی وفات کے اگلے روز یعنی 14 مارچ 1914ء کو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلافت کی خلعت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ آپ کا سنہری دور تقریباً 52 سال پر محیط ہے جو اپنے جلو میں بے شمار کامیابیاں لئے ہوئے ہے۔ جس کے بیان کرنے کے لئے کئی کتابیں درکار ہیں۔ آپ کی ایک تحریک جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے بہت عظیم الشان اور دوررس نتائج کی حامل ہے۔

آپ کی وفات پر جو مؤرخہ 8 نومبر 1965ء کو ہوئی اسی روز حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام الثالث منتخب ہوتے ہیں۔ آپ کے دور کا ایک نمایاں کام بیرونی ممالک خاص طور پر افریقہ میں احمدیہ ہسپتال اور سکول و کالجز کا قیام ہے۔ نیز پاکستان کی نیشنل اسمبلی کی طرف سے احمدیہ جماعت کو انتہائی جانبدارانہ طور پر فیصلہ کرتے

ہوئے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد احمدیوں کو صبر اور استقامت سے اپنے عقائد پر قائم رہنے کا عزم اور حوصلہ عطا کرنا ہے۔

آپ کی وفات کے اگلے روز یعنی 10 جون 1982ء کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلافت کی خلعت سے سرفراز ہوئے اور آج کل ہم خلافت رابعہ کے دور سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت میں جماعت کے پھیلنے میں ایک نمایاں تیز رفتاری پیدا ہوئی جسے اپنے اور بیگانے سبھی محسوس کر رہے ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ کو خصوصی طور پر دعوت الی اللہ کے فرض کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ آپ کی ایک اہم تحریک جو مستقبل میں دینِ حق کے غلبہ کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے وقفِ نو کی تحریک ہے تاکہ مستقبل میں جماعت میں شامل ہونے والوں کی کثیر تعداد کی تربیت کے لئے ہمارے پاس معقول تعداد میں تربیت یافتہ افراد موجود ہوں۔ ملکی، سیاسی حالات کی وجہ سے جب پاکستان میں آپ کا قیام کرنا بوجہ بعض مخصوص پابندیوں کے ممکن نہ رہا تو آپ عارضی طور پر 1984ء میں لندن تشریف لے گئے اور ابھی تک وہیں قیام پذیر ہیں۔ وہاں پر اشاعتِ دینِ حق کے حد درجہ مفید مواقع اللہ تعالیٰ نے میسر کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے جماعت کی جدوجہد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ مواصلاتی سیارے کے ذریعے حضور کے خطبات اور بعض تقریبات کے دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کئے جانے کی سہولت میسر آنے سے ازحد مفید نتائج نکل رہے ہیں اور اس طرح احمدیہ جماعت کے نقطہ نظر کو پوری دنیا میں پھیلانے میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ہر ورق اس پر گواہ ہے کہ نظام خلافت کی برکت سے احمدیہ جماعت ہر آن ترقی کر رہی ہے۔ نیکیوں کو ساری دنیا میں پھیلانے اور ساری دنیا پر دین حق کو غالب کرنے کی مہم میں ہمہ تن مصروف ہے۔ جماعت احمدیہ پر وقتاً فوقتاً مخالفت کی پرزور آندھیاں بھی چلتی ہیں اور ظاہر بین نگاہیں سمجھتی ہیں کہ اب یہ جماعت صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید اور نظام خلافت کی برکت سے وہ جماعت کو اور زیادہ ثابت قدم اور مستحکم بنانے کا موجب بنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نظام خلافت کی صحیح قدر کرنے اور امام جماعت سے کامل وفاداری نبھانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارا دین اور دنیا دونوں سنور جائیں۔

درخواست دعا

کچھ عرصہ قبل قائد صاحب ضلع سرگودھا مکرم صفدر وڑائچ صاحب ایک قاتلانہ حملہ میں شدید زخمی ہوگئے۔ اب گو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ صحت یاب ہو کر اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں مگر بازو میں ابھی کچھ تکلیف باقی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ نیز محترم قائد صاحب ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خود جا کر یا بذریعہ خطوط ان کی عیادت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن جزاء سے نوازے۔ آمین

(مدیر خالد)

ہاتھ سے کام کرنے کی اہمیّت

ایم - ایس - راشد

آج کے سائنسی دور میں جب کہ امیر ممالک میں تو ہر کام کمپیوٹر اور مشین کے ذریعہ ہو رہا ہے اور چھوٹے چھوٹے غریب ممالک میں بھی ایسی آسائشیں پیدا ہوتی جا رہی ہیں ہاتھ سے اور محنت سے کام کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ دراصل ہاتھ سے کام کرنے میں جہاں وقت زیادہ لگتا ہے وہاں محنت بھی زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ سوچنے کے لائق ہے یہ امر کہ جب مشینیں ایجاد نہیں ہوئی تھیں تو اس وقت بھی تو لوگ کام کرتے تھے اور سائنس کی ترقی میں محنتی لوگوں کا ہی ہاتھ ہے کہ جن کی محنت اور ذہانت کے نتیجہ میں ایسی مشینری ایجاد ہو گئی کہ وہ کام جو مہینوں میں ہوتا تھا اب چند لمحوں میں ہو جاتا ہے۔ یہ کتابت کا کام ہی دیکھئے پہلے کاتبوں کے ذریعہ کتابت کرواتے ہوئے مہینے صرف ہو جاتے تھے اور اب کمپیوٹر کے ذریعہ یہی کام چند گھنٹوں میں ہو جاتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود اس ترقی یافتہ دور میں ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو ان نئی ایجادات کے نتیجہ میں بہت ہی آرام طلب اور سست ہو گیا ہے بلکہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو خود سے ہل کر پانی پینا بھی دشواری سمجھتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خود ہاتھ ہلا کر کام کرنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں حالانکہ حضور پاکؐ اپنے کام خود ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ حضور اقدس کی گھریلو زندگی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپؐ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ گھر کے کام کاج میں پوری پوری مدد دیا کرتے تھے اور اپنے اصحابؓ کو بھی تلقین فرماتے تھے کہ وہ بھی اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کیا کریں۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد مبارک ہے:-

کہ "تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔" رسول مقبولؐ کی دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی میں بھی ہمیں ایسی مثالیں نظر آتی ہیں کہ آپؐ امور تجارت کے سلسلہ میں اپنے چچا کے ساتھ مدد کیا کرتے تھے اور کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے بھی آپؐ کو ایک مرتبہ سامان تجارت دے کر شام بھجوایا تھا۔ آپؐ کے ساتھ بطور مددگار ایک غلام میسرہ بھی تھا۔ اس تجارتی سفر سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب واپس تشریف لائے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ آپؐ کے کامیاب واپس لوٹنے پر بہت خوش ہوئیں اور پھر جب میسرہ غلام نے آپؐ کی دیانتداری اور امانت داری سے حضرت خدیجہؓ کو آگاہ کیا تو وہ اور بھی آپؐ کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہوئیں اور آپؐ کو اپنے ساتھ شادی کا پیغام بھجوایا جو حضور پاکؐ نے قبول فرمالیا۔ امانت، دیانت اور صداقت کاروبار میں برکت کے لئے بہترین کنجی ہیں۔ ترقی کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان بالکل فارغ نہ رہے۔ اسے جو بھی کام مل جائے اسے کرلے۔ بعض لوگ بڑی بڑی نوکریوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور معمولی نوکری کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حضور پاکؐ کے اس اسوہ کو بھی اپنے مدنظر رکھنا چاہیئے کہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ آپؐ نے معمولی معاوضہ پر اہل مکہ کی بکریاں چرائیں اور آپؐ نے اسے اپنے لئے عیب کا موجب نہیں سمجھا۔ آج جو لوگ ہاتھ سے کام کرنا اپنے لئے باعث ننگ سمجھتے ہیں انہیں ذرا سوچنا چاہیئے کہ وہ کیوں بلاوجہ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ انہیں اگر کلہاڑی کے ساتھ جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرکے اپنا رزق پیدا کرنا پڑے تو انہیں ایسا ضرور کرلینا چاہیئے۔ اس معاشرہ میں محنتی لوگ بھی ہیں جو پہاڑوں پر روڑی کوٹ کر اپنا رزق پیدا کرلیتے ہیں اور ان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وہ رزق حلال ہی کھائیں خواہ اس کے لئے انہیں خون پسینہ ایک کرنا پڑے۔ اور اسی معاشرہ میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو بھوکا پیاسا اور ننگا رہنا پسند کرلیں گے لیکن رزق حلال کے لئے ہاتھ سے کام کرنا اپنی ہتک کا باعث سمجھیں گے۔

محنت سے کام کرنے والے یقیناً قابل عزت ہیں جو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے لوگوں کے جوتے بنانے یا مرمت کرنے کا کام کرتے ہیں یا لوگوں کے کپڑے دھونے والے جو دھوبی کہلاتے ہیں یا جو مٹی کے برتن بنا کر اور انہیں فروخت کرکے اپنا گذارہ کرتے ہیں اور بہت سے ہیں جو باربرداری کرکے گزر اوقات کرتے ہیں۔ بہت سی خواتین گھروں میں سلائی مشین کے ذریعہ خواتین کے اور بچوں کے کپڑے سی کر گھر کا نان نفقہ پیدا کرلیتی ہیں۔ مذکورہ تمام ذرائع رزق حلال کے لئے نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہیں اور ان میں کوئی پیشہ بھی ایسا نہیں کہ اسے کسی کی حقارت کا باعث سمجھا جائے۔ ہندو تہذیب و تمدن کا یہ اثر ہے کہ بہت سے لوگ ان پیشوں کو برا خیال کرتے ہیں۔ یہ بات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بعض لوگ درزیوں کے پیشہ کو بھی گھٹیا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ رسول پاکؐ نے کسی جائز پیشہ کو کبھی برا نہیں کہا بلکہ فرمایا "اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ" کہ محنت کرکے کمانے والا اللہ کا محبوب ہوتا ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ ذات پات یا پیشہ تو گھٹیا یا چھوٹا نہیں ہوتا اور اس وجہ سے کسی کو کوئی برتری یا کمتری نہیں ہے۔ برتری کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

دراصل ہمارا انداز فکر جو ہندو تہذیب و تمدن کے بد اثرات سے بری طرح مجروح ہوچکا ہے اسے صحیح سمت چلانے کی ضرورت ہے۔ مذکورہ پیشے کیوں گھٹیا تصور ہوتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ ان پیشوں کو اختیار کرنے

والے لوگ غریب ہوتے ہیں۔ ان کے پاس سرمایہ کی کمی ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کی جیبیں نہیں کاٹتے۔ اپنا خون پسینہ ایک کر کے اپنی اجرت حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے متکبر اور مغرور لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی ذات اور جتھے کے گھمنڈ کے باعث ان محنتی افراد کی جائز اجرت بھی بروقت ادا کرنے کو تیار نہیں ہوتے اور حضور اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے عملاً روگردانی کرتے ہیں کہ مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔ یہی محنتی لوگ اگر اپنی محنت کی بدولت ترقی کر جائیں مثلاً اگر کوئی لوگوں کے کپڑے ہاتھ سے دھویا کرتا تھا اور اب مالی گنجائش کے باعث کپڑے دھونے کی مشین لگالے اور آہستہ آہستہ ترقی کر کے ایک سے دو مشینیں اور پھر تین کر لے اور اس طرح اپنی دکان سجالے تو اسے کوئی بھی دھوبی نہیں کہے گا۔ یہی پیشہ ذرائع پیداوار بدلنے کی وجہ سے معزز سمجھا جائے گا۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ یہ تمام پیشے غربت کے باعث اور ذرائع پیداوار غیر ترقی یافتہ ہونے کے باعث قابل ہتک سمجھے جاتے ہیں جو کہ یقیناً سمجھنے والوں کی بہت بڑی غلطی ہے۔ اس انداز فکر کے باعث ہم اپنے ملک میں ابھی تک ترقی نہیں کر سکے۔ اس میں اہل حرفہ کا کوئی قصور نہیں اور نہ ہی ان کے غیر ترقی یافتہ ذرائع پیداوار کا کوئی قصور ہے۔ بلکہ یہ لوگ تو عزت کے قابل ہیں۔ انہی لوگوں میں سے زمانے کے ساتھ ساتھ ترقی کر کے اب اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ہمارا مذہب ہمیں ان پیشوں کو اختیار کرنے سے قطعاً نہیں روکتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دونوں بڑے ماہر صناع تھے۔ لوہے اور تانبے سے بڑے مفید کام لیتے تھے۔ سامان حرب تیار کرتے تھے۔

ہاتھ سے کام کرنے سے ایک تو یہ مراد ہے کہ انسان بطور پیشہ کوئی ایسا کام کرے جس سے وہ اپنا روزگار پیدا کرے اور ہاتھ سے کام کرنے کا ایک یہ مفہوم بھی ہے کہ پیشہ کے علاوہ انسان کے اندر لوگوں کی خدمت کرنے کا جذبہ بھی ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ پیشہ کے طور پر ہی یہ کام کرے۔ ویسے عام روزمرہ زندگی میں انسان ہاتھ سے ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتا ہے۔ ضرورت کے مطابق خدمت کے جذبہ سے کسی کا سامان اٹھایا جا سکتا ہے یا اگر کوئی بہت ضعیف ہے یا کوئی خاتون کسی اژدحام میں کسی کام سے انتظار میں کھڑی ہے تو اس کی مدد کی جا سکتی ہے جیسے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو لڑکیوں کی مدد کی جب وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے والی جگہ پر پانی پلانے کے لئے انتظار میں کھڑی تھیں۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ ان کی باری نہیں آ رہی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ سفر کر کے اس جگہ پہنچے تھے انہوں نے جب دو لڑکیوں کو اپنے مویشیوں کے ساتھ اس طرح دیکھا تو خدمت کے جذبہ سے آگے بڑھ کر ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا اور اس طرح سے دو لڑکیوں کی بروقت مدد کر کے لڑکیوں کی نظر میں اور ان کے والد کی نظر میں قابل عزت ٹھہرے اور اس نیک

عمل کی انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی جزا عطا فرمائی۔ ان لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ ان کی شادی ہو گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھا اہل عطا فرمایا۔ ہاتھ سے اس طرح کسی کی مدد کرنے کے نتیجہ میں انسان کو ایک روحانی سرور بھی حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا کرتا ہے جو مظلوم انسانیت کی مدد کر کے سکون اور اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ وجہ لولاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ تو بہت ہی پیارا ہے جب آپؐ نے ایک ایسی بڑھیا کا بوجھ اٹھا کر اسے منزل مقصود پر پہنچایا جو لوگوں کے غلط پراپیگنڈہ کی وجہ سے آپؐ کی شدید مخالف تھی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی بڑھیا کو بوجھ سے لدھا ہوا دیکھا فوراً آگے بڑھ کر اسکے دونوں بازوؤں سے بوجھ خود اٹھالیا اور پھر اسے اسکی منزل تک پہنچا کر بتایا کہ میرا نام محمد ہے اور میں ہی وہ شخص ہوں جسے لوگ جادوگر کہتے ہیں۔ اس بڑھیا پر آپؐ کے اخلاق حسنہ کے جادو نے ایسا کام کیا کہ یہ مقولہ درست ثابت ہو گیا کہ "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے"۔ وہی بڑھیا جو پہلے آپؐ سے بچتی تھی اور لوگوں کو بھی بچنے کی تلقین کرتی تھی آپؐ کے اس نیک نمونہ کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئی۔ اللہ اللہ ہاتھ سے کام کرنے اور کسی کی مدد کرنے کے کتنے عظیم الشان فائدے ہیں۔

اس وقار عمل کو تو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء بھی اپنی زندگیوں میں کرتے رہے۔ ہم گنہگار کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کاموں کو اپنے لئے عار سمجھیں۔ اس سلسلہ میں اہل ایمان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ہم محنت اور شفقت سے کام کر کے اپنے ملک کا نقشہ بدل سکتے ہیں۔ امیر اور غریب سب کو محنت سے اور ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ جو لوگ بڑے بڑے مناصب پر فائز ہیں اور انہیں ہاتھ سے کام کرنے کے کم مواقع ملتے ہیں انہیں بھی خدمت خلق کے جذبہ کے تحت اپنے گھروں میں اور اپنے ماحول میں رفاہ عامہ کے کام سرانجام دینے چاہئیں۔ وہ گھر جن کے صحن کشادہ ہیں وہاں پھلواریاں اور سبزیاں لگائی جا سکتی ہیں اور وہ گلیاں اور راستے جہاں پانی کھڑا رہتا ہے یا جہاں کھڈے اور گڑھے ہیں وہاں امداد باہمی کے تحت کام کر کے ہم اپنی گلیوں اور راستوں کو درست کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا کام ہے جس کے ذریعہ نہ صرف ہم اپنے گھروں اور محلوں کو درست کر سکتے ہیں بلکہ اگر ہم محنت شوق اور لگن سے یہی کام ایک مہم کی صورت میں کرنے لگ جائیں تو یقیناً ہم اپنے غریب شہر کو ایک روز دلہن کی طرح سجانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" کے مطابق ہماری کوششیں رنگ لائیں گی۔

یہ جذبہ خدمت ہمیں نہ صرف اپنے اندر بلکہ اپنی پوری قوم کے اندر پیدا کرنا ہے۔ یہ کام ایک دن کا نہیں یہ بہت اہم کام ہے۔ اس کے لئے ہمیں مسلسل جدوجہد کرنا ہو گی اور اس کے لئے ہمیں یقیناً مشکلات کے گھوڑوں پر سوار ہونا پڑے گا۔ اس کے لئے عزم بالجزم کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر کے زندہ قوموں کی طرح بیدار ہو جائیں اور اپنے تمام اوقات تعمیر و ترقی، تعلیم و تربیت اور قومی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرنے والے ہوں۔

مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب۔ جرمنی

یہ عہد لیا ہے ہم سب سے محبوب ہمارے آقا نے
دولت سے بڑی دولت دی ہے ہمیں جان سے پیارے آقا نے

ہم عہد یہ کرتے ہیں آقا ہم اپنا عہد نبھائیں گے
اب عزم کیا ہے انشاءاللہ توفیق خدا سے پائیں گے

ہر روز نماز پڑھیں گے ہم اور اس کے مطالب سیکھیں گے
رحمت کے خدا کی آرزو مند بخشش کے طالب سیکھیں گے

قرآں کی تلاوت کو اب ہم اپنا دستور بنائیں گے
شیطاں کی حکومت سے اب گھر ہم اپنا دور بنائیں گے

نقصان اٹھالیں گے لیکن، ہم سچ سے منہ نہ موڑیں گے
جہاں راج حکومت جھوٹ کی ہو، ہم اس بستی کو چھوڑیں گے

جب بات کریں گے تو اپنا، ہم لہجہ دھیما رکھیں گے
ہاں بولیں گے ہم پاک زباں، اور اس کا مزہ بھی چکھیں گے

ہم آئندہ وسعت حوصلہ کی، ہر گام تیاری رکھیں گے
لیکن نقصان سے بچنے کی، کوشش بھی جاری رکھیں گے

احساس کریں گے دوسروں کی، تکلیف و مصائب مشکل کا
اور دور کریں گے ہر ممکن، آخر تو ناطہ ہے دل کا

مضبوط عزائم اور ہمت، سے اپنے کام کریں گے ہم
اللہ سے دعائیں نصرت کی، بھی صبح و شام کریں گے ہم

جب عہد کیا ہے انشاءاللہ توفیق خدا سے پائیں گے
ہم عہد یہ کرتے ہیں آقا ہم اپنا عہد نبھائیں گے

مرسلہ:۔ مکرم حمید احمد صاحب خالد۔ لائبریری انچارج جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

دُنیا کی مشہور شخصیات

طالیس، فیثا غورث، دیمقراطیس، سقراط، افلاطون، ارسطو، لاؤزے

مکرم نصر اللہ خان صاحب ملہی

طالیس

یونانی فلسفہ کا موجد تھلیز یا طالیس ہے۔ جس کی تاریخ ولادت 620 ق م بتلائی جاتی ہے۔ طالیس نے عالم کی حقیقت اور اس کی ماہیت پر غور کرنا شروع کیا۔ اس نے اپنی تمام تر توجہ اس مسئلے کے حل کرنے کے لئے صرف کردی کہ دنیا کس طرح بنی ہے اور کاروبار عالم کس طرح چلتا ہے۔ ان سوالات کے جوابات پہلے بھی دیئے جاچکے تھے لیکن ان میں خالص مذہبی روایتی نقطہ نظر کو اپنایا گیا تھا۔ لیکن طالیس نے مذہبی نقطہ نظر سے غور کرنے کی بجائے عقلیت اور ماوراء الطبیعاتی طریقہ کو اپنایا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ عناصر اربعہ میں اصلی عنصر پانی ہے جس کے ذریعہ عالم وجود میں آیا ہے۔

فیثا غورث

یہ نامور فلسفی 580 ق م میں یونان میں پیدا ہوا۔ وہ یونانی فلسفہ کا آفتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔ مذہب کی طرف اس کا رویہ مصالحانہ تھا اور اس نے مذہب کی عملی خدمات کیں۔ وہ جنوبی اٹلی میں ایک سوسائٹی کا مؤسس ہے جو مذہبی نوعیت کی تھی۔ فیثا غورث ریاضی کا بڑا ماہر بلکہ صحیح معنوں میں اس کا موجد تھا۔ اس نے ریاضی ہی کے ذریعہ کائنات کے وجود اور اس کی بقاء کی تشریح کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ تمام اعداد ایک عدد یعنی وحدت سے نکلے ہیں۔ اشیاء کا جوہر عدد ہے اور اعداد کا جوہر وحدت ہے۔ وحدت دو قسم کی ہے جو تمام اشیاء اور اعداد کی اصل ہے۔ یہی وحدت خدائے وحدت اور تمام دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔ یہ وحدت مطلقہ ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی عدد نہیں اور دوسرا احد عددی ہے جو دو اور تین سے پہلے آتا ہے۔ یہ مخلوق اکائی اور اضافی وحدت ہے۔

فیثا غورث ایک ایسا فلسفی تھا جس نے مؤحدانہ خیالات پیش کئے۔ سرزمین یونان میں جہاں کثرت پرستی کا دور دورہ تھا یہ وحدت کی پہلی آواز تھی۔

فیثا غورث نے تناسخ کو مذہب کا ایک اہم جزو قرار دیا۔ اس نے مذہب کی غرض وغایت یہ بتلائی کہ روح جس کی حیثیت معتوب کی سی ہے اس کو پاک وصاف کیا

جائے تاکہ وہ بار بار جنم سے نجات حاصل کرسکے۔ اس مقصد کے لئے اس نے سائنس کا مطالعہ لازمی بتلایا۔ اس نے سائنس اور مذہب کو لازم و ملزوم قرار دیا۔ یہ اتحاد دیرپا ثابت نہ ہوا۔ فیثا غورث کے پیرو اور شاگرد دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ نے سائنس کی طرفداری کر کے مذہب کو ضعیف الاعتقادی قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے جنوبی اٹلی کے شہروں میں مذہبی طبقہ کے افراد پر مشتمل ایک حکومت کے لئے ناکام کوشش کی تھی جس کے نتیجہ میں ان کو قتل عام کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجۃً وہ مذہب ہی سے متنفر ہو بیٹھے۔ دوسرے گروہ نے ریاضی، موسیقی، علوم نجوم وغیرہ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ انہوں نے فیثا غورث کو بحیثیت فلسفی اور سائنس دان کے بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

دیمقراطیس

سقراط کا ہمعصر مشہور یونانی فلسفی دیمقراطیس گزرا ہے۔ اس نے عالم اجسام کو مادہ کی حرکت اور قوت اتصال کی مختلف صورتیں قرار دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ فضا جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اس میں مادہ ہی مادہ منتشر ہے۔ جن کی ابتدائی حالت ٹھوس ذرات کی سی ہے۔ ان ذرات کے مستحکم اتصال کا نتیجہ جسم ہے اور مادہ کی قوت عالم اجسام کے وجود کے لئے کافی ہے۔ روحانی یا الہٰی اثر سب فسانہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دیوتا بھی ذرات کے اتصال اور اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے نزدیک انسان اور دیوتا میں صرف عقل اور قوت کی کمی اور زیادتی کا فرق ہے ورنہ دیوتا بھی انہی قوانین کے تحت ہیں جن کے انسان محکوم ہیں۔ وہ لوگوں کو ان دیوتاؤں سے ڈرنے کی بجائے ان کے ادب و احترام کی تاکید کرتا ہے۔

سقراط

سقراط فیثا غورث کا شاگرد تھا۔ 469 ق م میں پیدا ہوا۔ یونانی فلسفہ میں اس کی حیثیت رکن اعلیٰ کی سی ہے۔ علم و فضل کے ساتھ زہد و اتقا میں بھی وہ ممتاز حیثیت کا مالک تھا۔ اس نے اپنے استاد کے نظریۂ توحید کی تکمیل کی۔ سقراط کا خدا واحد، عادل، عاقل اور عالم ہے۔ تمام جہانوں کا رازق اور خالق بھی وہی ہے۔ سقراط نے نظریۂ خیر و شر کے فرق کی بھی وضاحت کی۔ اس نے درستگیٔ اخلاق کے لئے علم کو ضروری قرار دیا۔

افلاطون

یونان کا مشہور فلسفی اور مفکر ہوا۔ ایتھنز میں 427 ق م میں پیدا ہوا۔ سقراط کے آگے اس نے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اس نے مذہب پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ایوتھی پھرا (EUTHYPHRA) اس کی پہلی تصنیف ہے۔ جس میں فلسفہ مذہب کے بارہ میں بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی فیڈرس (PHAEDRUS) اور ٹیمیس (TIMAEUS) میں خدا، فطرت اور روح کے بارہ میں بحث

کی ہے۔ اس نے ایک اور تصنیف فیڈو (PHAEDO) میں روحوں کے غیر فانی ہونے کو موضوع بحث بنایا ہے۔ یہی موضوع اس کی مشہور کتاب "ریاست" میں بھی زیر بحث آیا ہے۔

آنے والے فلسفیوں پر افلاطون کے افکار کا گہرا اثر پڑا۔ افلاطون نے اپنے زمانہ کے مذہبی افکار سے کبھی روگردانی نہیں کی۔ اس نے تقویٰ اور دینداری کی بھی تعریف کی۔

افلاطون کے نزدیک روح غیر فانی ہے۔ زندگی کو وہ روح کی عارضی قید کا نام دیتا ہے۔ روح کو وہ تجربات اچھی طرح یاد رہتے ہیں جو اس نے اپنے موجودہ وجود سے پہلے پیدا کئے تھے۔ وہ تناسخ کے عقیدہ پر قائم ہے جس کی رو سے روح بار بار مادی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ افلاطون کا عقیدہ تھا کہ انسان دوسری زندگی میں اس سطح پر ہوگا جس سطح پر وہ اس دنیاوی زندگی میں اپنے دیوتاؤں کے ساتھ ہے۔ سقراط کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ دیوتاؤں اور ہیرؤوں کی صحبت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔

افلاطون کے نزدیک خدا خیر مطلق ہے جس نے کائنات کو اسی نمونہ پر بنایا ہے جو ذہن الٰہی میں موجود ہے۔ اس کے نزدیک شر خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ خدا کی فطرت کسی تبدیلی کی روادار نہیں ہے۔ خدا میں تمام عمدہ صفات بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح افلاطون بنیادی طور پر عقیدہ ثنویت کا قائل ہے۔

ارسطو

مشہور فلسفی، ریاضی دان، ماہر فلکیات و اخلاقیات یونان کی ایک ریاست مقدونیہ کے شہر ستاگیرا میں 322ق م میں پیدا ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں افلاطون کی شاگردی اختیار کی اور تقریباً بیس سال تک اس کی اکادمی کا رکن رہا۔

افلاطون کی وفات کے بعد اس نے ایتھنز میں اپنا ایک ادارہ قائم کیا جہاں اپنے دوستوں اور شاگردوں کو علمی، سیاسی اور سائنسی موضوعات پر درس دیتا تھا۔ کچھ عرصہ تک سکندر اعظم کا اتالیق بھی رہا۔

ارسطو پہلا مفکر تھا جس نے علم طبیعات، فلسفہ، شاعری، حیاتیات، نفسیات، اخلاقیات اور دیگر علوم پر مستند کتابیں لکھیں۔ ارسطو نے مذہب کی طرف بہت زیادہ توجہ نہیں دی تاہم اس کے ہاں تصور توحید نہایت ترقی یافتہ صورت میں ملتا ہے۔ اس نے خدا کو غیر متحرک محرک اعلیٰ کہا ہے۔ اس کے نزدیک خدا جسم سے بالاتر ہے۔ وہ خالص روح یا خالص تصور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں مادہ کا کوئی دخل نہیں۔ وہ سرچشمہ عقل آفریدہ نہیں۔ وہ کون و مکان سے ماوراء ہے۔ خدا کائنات کا نصب العین ہے اور نصب العین کی طرف بڑھنے کا کام حیات و موجود ہے۔

ارسطو کی تصنیفات کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ ان شارحین میں الفارابی، ابن سینا، ابن رشد وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

لاؤزے

لاؤزے تاؤمت کا بانی تھا۔ وہ چین کا زبردست فلسفی گزرا ہے۔ لاؤزے کا اصل نام لی پہ یانگ تھا۔ وہ کنفیوشس کا ہمعصر تھا۔ وہ چین کی ریاست سو (THSU) میں 604ق م میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا تعلق ایک غریب چینی گھرانے سے تھا۔ افلاس نے اسے کمسنی میں ہی شاہی کتب کے محافظ کی حیثیت سے ملازمت کرنے پر مجبور کر دیا جہاں اسے کتب کے مطالعہ کا نادر موقعہ ہاتھ آیا۔ اس نے جب اپنی تعلیمات کی اشاعت کی تو لوگوں نے اسے لاؤزے یعنی "بوڑھے فلسفی" کا لقب دیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوا۔

لاؤزے نے اپنی تعلیمات کا خلاصہ ایک کتاب میں لکھا ہے۔ یہ کتاب کم و بیش پچیس صفحات پر مشتمل ہے جس کا نام اس نے تاوتہ کنگ (TAO TEH KING) رکھا یعنی عقل اور نیکی سکھانے والی کتاب۔

امدادی کتب

داستان دانش۔ دنیا کا مذہبی نظام۔ قدیم اقوام کا مذہب۔ تاریخ مذاہب۔ اردو دائرۃ المعارف۔

اخبارِ مجالس

مکرم نصیر احمد صاحب انجم

کوئٹہ

دوران سال شعبہ خدمت خلق کے تحت درویشان قادیان کے لے پارچہ جات کی صورت میں تحائف بھجوائے گئے۔ طلباء کو نئی کتب اور یونیفارم مہیا کیا گیا۔ عید پر ہسپتال جا کر مریضوں کی عیادت کی اور 30 تحائف ان میں تقسیم کئے۔ دوران سال 25 بوتلیں خون ضرورت مند افراد کو دیا گیا۔

شعبہ خدمت خلق (پاکستان)

دوران سال اب تک کل 89 فری میڈیکل کیمپس مندرجہ ذیل اضلاع کے دور دراز اور دیہی علاقوں میں لگائے گئے۔ لاہور، راولپنڈی، آزاد کشمیر، گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد، ملتان، صوبہ سرحد، ڈیرہ غازیخان، بہاولپور، کراچی، حیدرآباد۔

تھال۔ ضلع گجرات

جولائی میں خدام کے مابین دوسرا سر ظفر اللہ خان میموریل بیڈمنٹن ٹورنامنٹ ہوا جس میں 9 خدام شریک ہوئے۔ کل 24 میچ کھیلے گئے۔ 3 جون کو مجلس ہٰذا کے خدام نے 10 میل سائیکل سفر کر کے ایک پکنک منائی۔

سانگھڑ

27، 28 مئی کو شعبہ خدمت خلق کے تحت فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 5 ڈاکٹر صاحبان نے 15 گھنٹے صرف کر کے 175 مریضوں کا علاج کیا جس میں سے 140 غیر از جماعت تھے۔ اس کام پر 1800 روپے خرچ کئے گئے۔

چک 270

ماہ جون میں دو بار وقار عمل ہوا جس میں بیت الحمد کی لپائی کی گئی اور اس میں 31 خدام و اطفال کے علاوہ 38 دیگر افراد نے بھی شرکت کی۔ کل 8 گھنٹے صرف ہوئے۔ اسی طرح دوسرے وقار عمل میں قبرستان کی جھاڑیاں وغیرہ

کاٹی گئیں۔ اس میں 23 خدام واطفال اور 3 انصار شریک ہوئے۔

وحدت کالونی۔لاہور

28 مئی کو ایک نواحی گاؤں میں فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ اسی طرح ایک غریب بچی کی شادی پر تحفہ پیش کیا گیا۔ 3 خدام کو روزگار مہیا کرنے کے سلسلہ میں کوشش کی گئی۔ 8 خدام نے دوران ماہ عطیہ خون دیا۔ 14 مئی کو وقار عمل ہوا جس میں 48 خدام نے ڈیڑھ گھنٹہ صرف کرکے بیت الحمد کی صفائی کی۔

کوٹلی

مؤرخہ 4 جون کو مجلس انجھار کالونی میں تربیتی اجتماع ہوا جس میں کل 165 افراد شریک ہوئے۔ حاضری 75 فی صد رہی۔

ضلع سرگودھا

25 جون کو دو حلقہ جات کا اجتماع چک 79 شمالی میں منعقد ہوا جس میں 59 خدام، 39 اطفال، 10 انصار، 10 مہمان یعنی کل 118 افراد نے شرکت کی۔

مؤرخہ 14 مئی کو حلقہ شجاعت کی تین مجالس کا اجتماع چک نمبر 104 جنوبی میں ہوا جس میں کل 74 افراد نے شرکت کی۔ اسی روز حلقہ شرافت کی 3 مجالس کا اجتماع چک نمبر 46 شمالی میں ہوا جس میں 59 افراد شریک ہوئے۔

مؤرخہ 21 مئی کو بھی دو اجتماع ہوئے۔ ایک کوٹ مومن میں جس میں 3 مجالس کے 68 احباب شریک ہوئے اور دوسرا بھیرہ میں ہوا جس میں 4 مجالس کے 106 افراد نے شرکت کی۔

مؤرخہ 28 مئی کو ادرحماں میں 8 مجالس کے 320 افراد نے اجتماع میں شرکت کی۔ ان اجتماعات میں علمی و ورزشی مقابلہ جات اور تربیتی تقاریر ہوئیں۔ امتیاز پانے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

ضلع چکوال

6,5 اگست کو ضلع چکوال کے خدام واطفال کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ علمی مقابلہ جات کے علاوہ مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔ کل حاضری 259 رہی۔

ملیر کراچی

مجلس ہٰذا کا 18واں سالانہ اجتماع 13 اگست کو ہوا۔ جس میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ قائمقام امیر جماعت کراچی اور مرکزی نمائندہ نے بھی خطاب فرمایا۔

ضلع کوئٹہ

ضلع کا سالانہ اجتماع 14 اگست کو ہوا۔ اس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز تہجد اور درس کا اہتمام کیا گیا۔ اس اجتماع میں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی شرکت فرماتے ہوئے اجتماع کی اختتامی تقریب سے خطاب اور انعامات تقسیم کئے۔ اسی طرح ایک مجلس مذاکرہ کا انعقاد بھی کیا گیا۔ جس میں کافی تعداد میں مہمان شامل ہوئے۔ محترم صدر صاحب نے اس مجلس میں شرکت کی۔

علاقہ سرگودھا

11،10 ستمبر کو علاقہ سرگودھا کا اجتماع منعقد ہوا۔ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع سرگودھا و صوبہ پنجاب محترم مرزا عبدالحق صاحب نے افتتاح فرمایا۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ درس اور نماز تہجد کا بھی اہتمام کیا گیا۔ مرکز سے تشریف لائے ہوئے نمائندگان نے اجتماع کو رونق بخشی اور اپنے خطابات سے نوازا۔ کل 82 مجالس کے 924 احباب نے شرکت کی۔

حلقہ بشیر۔ ضلع سرگودھا

حلقہ بشیر ضلع سرگودھا (38 جنوبی، 32 جنوبی، 33 جنوبی اور 35 جنوبی) کا یک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 9 جولائی 1993ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم ناظم اعلیٰ صاحب اجتماع نے کیا۔ بعدہ خدام و اطفال کے ورزشی و علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم صدر صاحب مقامی (چک نمبر 35 جنوبی) نے کی۔ اس اجلاس میں مکرم مربی صاحب و نمائندہ مرکزیہ نے بھی خطاب کیا۔

حلقہ حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ

حلقہ ہٰذا کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 23 جولائی 1993ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے اور مرکزی نمائندہ نے تقسیم انعامات کی۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس سے مرکزی نمائندوں کے خطاب کیا۔

مجلس راولپنڈی صدر

مجلس کا دو روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 30،29 جولائی منعقد ہوا۔ مکرم قائد صاحب ضلع اور مکرم مربی صاحب مقامی نے خطاب کیا۔ رات کے کھانے کے بعد مجلس سوال و جواب اور علمی پروگرام ہوئے۔

دوسرے دن کا پروگرام باجماعت نماز تہجد سے شروع ہوا۔ نماز فجر و درس کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

ضلع میانوالی

ضلع میانوالی کا چوتھا سالانہ دو روزہ تربیتی اجتماع 20،19 اگست بروز جمعرات و جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مرکزی نمائندہ نے کی اور خطاب کیا۔ دوسرے دن کی کاروائی کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے بھی شرکت کی۔ اختتامی اجلاس میں محترم صدر صاحب نے تقسیم انعامات کے بعد خطاب کیا اور دعا سے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

مجلس واہ کینٹ

مجلس ہٰذا کا سالانہ تربیتی اجتماع دو مرحلوں میں ہوا۔ مرحلہ اول 30، 31 اگست 93ء کی درمیانی شب اور مرحلہ دوم 3 ستمبر 1993ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ اختتامی اجلاس میں مکرم امیر صاحب مقامی نے دعا کروائی اور ورزشی مقابلہ

جات شروع ہوئے۔ اختتامی اجلاس مؤرخہ 3 ستمبر 93ء بعد نماز جمعہ شروع ہوا۔ صدارت مکرم قائد صاحب علاقہ نے کی۔ علماء نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ مکرم صدر مجلس نے انعامات تقسیم کئے اور پھر دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مجلس چوپڑہٹہ۔ ضلع خانیوال

مجلس کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 17 اپریل 1993ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع نے کیا۔ سیرت النبیؐ اور تربیتی موضوعات پر بھی تقاریر ہوئیں۔ آخر پر مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مہمانوں نے بھی شرکت کی۔

حلقہ علی پور چٹھہ۔ ضلع گوجرانوالہ

حلقہ ہذا کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 18 جون 1993ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاح کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجلاس میں مرکزی نمائندہ نے تقسیم انعامات کے بعد خطاب کیا۔

تحصیل شاہ پور و سلانوالی۔ ضلع سرگودھا

دو تحصیلوں کا مشترکہ یک روزہ تربیتی اجتماع مؤرخہ 18 جون 93ء بروز جمعہ بمقام ٹھٹھہ جوئیہ منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم ناظم صاحب اعلیٰ اجتماع نے کی۔ اس اجلاس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم قائد صاحب ضلع نے کی۔ مکرم مربی صاحب اور نمائندہ مرکز نے بھی خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس میں مرکزی نمائندہ نے تقسیم انعامات کے بعد خطاب کیا۔

ضلع مظفر آباد۔ (آزاد کشمیر)

ضلع کا پانچواں دو روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 18،17 جون 1993ء بروز جمعرات و جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع نے کیا۔ بعدہ تربیتی عنوانات پر تقاریر ہوئیں اور پھر ورزشی و علمی مقابلہ جات بھی ہوئے۔

دوسرے دن کی کاروائی کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر و درس کے بعد جملہ حاضرین نے انفرادی طور پر قرآن کی تلاوت کی۔ دوسرے دن کے اجلاس اول کی صدارت مکرم قائد صاحب علاقہ راولپنڈی نے کی۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے کی۔ تقسیم انعامات و اختتامی خطاب سے قبل آپ نے مجلس سوال و جواب میں سوالات کے جواب بھی دیئے۔

معذرت

جولائی کے شمارہ میں صفحہ 23 پر "درہ مزینو کا ٹریک" ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں غلطی سے ایک نام سید قمر سلیمان صاحب کا شائع ہوا تھا۔ جس سے یہ تاثر ملتا تھا کہ ہائیکنگ کے اس سفر میں آپ بھی شامل تھے۔ وہ نام سہواً چھپ گیا تھا۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

اشاریہ

فہرست مضامین رسالہ خالد نومبر ۱۹۹۲ء تا اکتوبر ۱۹۹۳ء

نومبر 1992ء

سیرت النبیؐ۔ مولانا غلام باری صاحب سیف۔ صفحہ 9

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی۔ جماعت احمدیہ پر افضال الٰہی کے تذکرے۔ صفحہ 15

مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات (ملفوظات کی اہمیت) مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب طاہر۔ صفحہ 25

عالم روحانی کے نوادرات۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب۔ صفحہ 31

سیرت حضرت خلیفہ المسیح الثالث۔ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب۔ صفحہ 45

"جوان، صالح، کراماتی" سیرت حضرت غلام رسول راجیکی صاحب۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم۔ صفحہ 51

عصمتِ انبیاء۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب۔ صفحہ 61

جھوٹ۔ تمام برائیوں کی جڑ۔ مکرم نوید احمد صاحب۔ صفحہ 69

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ۔ ترجمہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب۔ صفحہ 81

خود بدلتے نہیں انجیل بدل دیتے ہیں۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ صفحہ 100

دسمبر 1992ء

مذہبی دنیا کے ایک سیکنڈل کا انکشاف۔ صحائف قمران پر ایک نظر۔ شیخ عبدالقادر صاحب۔ صفحہ 7

ام الخبائث۔ شراب۔ صفحہ 15

مسئلہ شناختی کارڈ کا۔ صفحہ 27

اکیسویں صدی کی سائنس۔ مکرم انعام اللہ قمر صاحب۔ صفحہ 31

جنوری1993ء

حضرت علیؓ اور دعوت الی اللہ۔ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف۔ صفحہ4

سیرت نور۔ مکرم محمد محمود طاہر صاحب۔ صفحہ12

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی راہ گم ہوگئی۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب۔ صفحہ20

متوازن غذا۔ مکرم محمود احمد صاحب اشرف۔ صفحہ26

احمدی نوجوانوں پر اپنے نظام کی نگرانی رکھیں۔ اقتباسات از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع۔ صفحہ29

کیا حضرت الیاسؑ آسمان پر اٹھالئے گئے تھے؟۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ صفحہ32

موسیٰ کا مصلّی۔ مکرم حافظ راشد جاوید صاحب۔ صفحہ35

فروری93ء (رمضان المبارک نمبر)

روزہ۔ حضرت بانی سلسلہ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات۔ مرتبہ مکرم داؤد احمد صاحب عابد۔ صفحہ3

روزہ مختلف مذاہب میں۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم۔ صفحہ11

برکات و فضائلِ رمضان۔ مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب۔ صفحہ15

رمضان کی تین اجتماعی عبادات۔ مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز۔ صفحہ23

رمضان اور تلاوتِ کلامِ پاک۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب۔ صفحہ30

دعا اور روزہ۔عبداللہ ولیم (سید مبشر احمد صاحب ایاز) صفحہ36

احکام و مسائلِ رمضان۔ صفحہ40

روزہ انسانی صحت کا محافظ۔ مکرم سید محمود احمد صاحب۔ صفحہ43

ماہِ رمضان اور صدقات۔ اے۔ایچ۔آسی لاہور۔ صفحہ51

برکاتِ سحر و افطار۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ صفحہ53

وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم۔ صفحہ57

مارچ1993ء

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور ہمدردی خلق۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب۔ صفحہ5

رمضان کی تین اجتماعی عبادات (دوسری و آخری قسط) سید

مبشر احمد صاحب ایاز۔ صفحہ 11

حضرت مسیح موعود... اور عبادتِ الٰہی۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ صفحہ 20

پیشوایانِ مذاہب۔ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب۔ صفحہ 25

اورنگزیب عالمگیر۔ مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ صفحہ 29

موسیٰ کا مصلّی (دوسری و آخری قسط) مکرم حافظ راشد جاوید صاحب۔ صفحہ 37

اپریل 1993ء

ارکانِ نماز کی حکمت۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ لندن۔ صفحہ 7

حضرت نوحؑ۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب۔ صفحہ 11

حضرت مصعب بن عمیرؓ۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب۔ صفحہ 18

حضرت مولوی محمد حسین صاحب۔

مئی 1993ء

خلافت۔ لغوی اور اصطلاحی مفہوم۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب۔ صفحہ 5

خلافت احمدیہ الٰہی نوشتوں اور پیشگوئیوں کے آئینہ میں۔ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب طاہر۔ صفحہ 9

ایمان لانے والوں سے خلافت کا وعدہ۔ مکرم ثناء اللہ بلتستانی۔ صفحہ 15

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور ان کی تحریکات۔ مکرم فرید احمد صاحب نوید۔ صفحہ 19

اطاعت۔ اس کی برکات و اہمیت۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ صفحہ 25

لان ٹینس۔ مکرم ظہیر احمد صاحب ریحان۔ صفحہ 31

ازبکستان۔ مکرم خالد محمود صاحب لطیف۔ صفحہ 35

جون 1993ء

جمال و حسنِ قرآن۔ مکرم صفوان ملک صاحب۔ صفحہ 3

اطاعت۔ اس کی برکات اور اہمیت (آخری قسط) مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ صفحہ 11

تعارف کتب۔ توضیحِ مرام۔ مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ صفحہ 17

وسط ایشیا میں اسلامی تہذیب کا عروج و زوال۔ مکرم نصیر احمد صاحب حبیب۔ صفحہ 20

مالی قربانیوں کے حسین اور درخشندہ تذکرے۔ مکرم مقصود احمد صاحب منیب۔ صفحہ 23

سائنس اور جہانِ نَو۔ مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب۔ صفحہ 35

جولائی 1993ء

ہستی باری تعالیٰ۔ مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ صفحہ 5

عبدِ شکور کی حسین عبادات کے تذکرے (سیرت النبیؐ) مکرم محمود مجیب اصغر صاحب۔ صفحہ 9

برکاتِ درود شریف۔ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب۔ صفحہ 15

درہ مزینو کا ٹریک۔ مکرم طارق احمد خان صاحب۔ صفحہ 23

جہانِ نَو۔ صفحہ 31

اگست 1993ء

عبادت گاہوں اور عابدوں کا احترام۔ سیرت نبویؐ کی روشنی میں۔ مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب۔ صفحہ 7

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر۔ مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ صفحہ 13

یوگوسلاویہ۔ ماضی، حال، مستقبل۔ مکرم نصراللہ ملہی صاحب۔ صفحہ 25

عاجزی و انکساری۔ مکرم نوید احمد صاحب ظفر۔ صفحہ 36

ستمبر 1993ء

تعارف ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مدیر کے قلم سے۔ صفحہ 3

انسانیت سے حسنِ سلوک۔ مکرم بشیر احمد صاحب زاہد۔ صفحہ 9

کنفیوشس۔ مکرم نصراللہ خان صاحب ملہی۔ صفحہ 15

سانپ۔ اے۔ ایچ۔ آسی لاہور۔ صفحہ 19

مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف۔ مکرم راشد جاوید صاحب۔ صفحہ 29

اکتوبر 1993ء

رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 93ء۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم۔ صفحہ 5

جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام۔ مکرم میاں عبدالمجید صاحب۔ صفحہ 21

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی اہمیت۔ ایس۔ ایم۔ راشد۔ صفحہ 25

کتابوں کو اپنا رفیق بنائیں!

آج کے دور میں ہماری بقا جدید علوم کے حصول کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا احمدی نوجوانوں کو اپنی بہترین صلاحیتیں سائنس اور مذہب کے مضامین پر تحقیق میں صرف کرنی چاہئیں۔ جس کا اعلیٰ ترین ذریعہ مطالعۂ کتب ہے۔ ایک کتاب ایک اچھے استاد کا نعم البدل ہے۔ لہٰذا کتابوں سے دوستی کریں۔

ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ
سیالکوٹ شہر

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتّے کے ڈبّے بنانے والے
ناصر پیکجز
15/S نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور
ٹیلیفون فیکٹری: ۸۰۱۱۸۵ ۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

ماہنامہ "خالد" کی اشاعت بڑھانا ہر خادم کی اولین ذمہ داری ہے۔ (مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

خالد میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیجئے
(مینیجر ماہنامہ خالد۔ ربوہ)

خریداران سے درخواست ہے کہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر دیا کریں۔ تاکہ آپ کا پرچہ ضائع نہ ہو۔ (مینیجر)

Monthly **Khalid** Rabwah

Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAAZ

REGD. NO. L. 5830

OCTOBER 1993